# مشرق مغرب اور تہذیبوں کا مکالمہ

ڈاکٹر وحید عشرت، ڈپٹی ڈائریکٹر

## (تیسری وآخری قسط)

{نوٹ: مجلہ کا مضمون نگار کی آراء وافکار سے اتفاق ضروری نہیں۔}

باوجود اس کے کہ خود میری اہلیت بھی اس سلسلے میں فروتر ہے تاہم میں شاید چند بنیادی باتیں تو عرض کرسکوں گا جس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ مجھے یہ اصرار نہیں کہ میں جو کچھ عرض کرر ہا ہوں وہ قطعی، حتمی اور ضروری ہے۔ میں تو اپنی علمی کم آئیگی کے باوجود صرف ایک نئے طرز احساس کو اجاگر کرنا چاہتا ہوں کہ شاید امت کی اس ناقہ بے زمام کو سوئے قطار کھینچنے میں کچھ خدمت کرسکوں۔ میرا ایمان ہے کہ ہمیں قرآن کو بلا کسی خوف وخطر کے تمام منطقوں اور استدلالوں سے بالاتر ہوکر اولین کسوٹی مان لینا چاہیے۔ زبانی نہیں۔ عقلی اور عملی طور پر۔ ہراس تصور اور نظریے کو رد کردینا چاہیے جو قرآن کے ایک شوشے کے بھی خلاف ہو۔ اب دوسرے نظریات سے قرآن کی تعلیمات کی تطبیق کی بجائے قرآن کے اصولوں کی پرکھ پر علم، فلسفہ، سائنس اور عمرانی علوم کے حاصلات کی پرکھ اور رد وقبول ہونا چاہیے۔ اس کے لیے قرآن کا بھی از سرنو مطالعہ کرنا ہوگا۔ قرآن سے عمرانی، اخلاقی، سیاسی اور سائنسی نظریات کا انضباط کرنا ہوگا۔ اوران کی روشنی میں جدید حاصلات کے معیار کا تعین کرنا ہوگا۔ اس کے لئے ہم قرآن کی مرضی خود قرآن سنت رسول ﷺ اور سیرت رسول ﷺ اوراسوہ صحابہؓ سے معلوم کریں گے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ ہمیں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف ہر معاملے میں رجوع کرنا ہے کیونکہ ان کی سنت، ان کی سیرت اوران کے کردار کے برعکس جوراستے ہیں وہ سوائے بولہبی کے اور کہیں نہیں لے جاتے۔ قرآن کے بعد آنحضرت ﷺ کی سنت اوران کی سیرت ہی سب کے لئے حجت ہے۔ آپ ﷺ کی محبت آپ ﷺ کے اتباع کا نام ہے۔ حضور ﷺ کے ادنی فرمان کے سامنے تمام استدلالات اور منطقیں صفر ہیں۔ ہمیں ہر معاملہ میں خلوص نیت سے یہ دیکھنا ہے کہ نبی پاک ﷺ آج کی صورت حال میں درپیش مسئلے کے بارے میں کیا رویہ اختیار فرماتے۔ اوراس کے حل کے لیے کیا رہنمائی فرماتے۔ تیسرا اصول اسوہ صحابہؓ کا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ صحابہ نجوم ہدایت ہیں۔

ہمیں انفرادی اور معاشرتی تمام معاملات میں اور طرز جہاں بانی میں ان کی راہ عمل، طرز استدلال اور طریق زندگی سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور دوسرے صحابہ اور صحابیات کے طریق زندگی سے اپنے لئے زندگی کرنے کے اصول وضع کرنے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے اکابر محدثین، آئمہ فقہ اور علما نے جو اصول مرتب فرمائے ہیں ان ہی کی روشنی میں اتباع او پیروی میں عصری تقاضوں کے لئے اجتہادات کرنے ہیں۔ اصول دین میں ہمیں ان کا اتباع کرنا ہے اور فروعات میں بھی، ان سے رہنمائی لینا ہے۔ پھر وہ معاملات جن میں اجتہاد میں دقت ہو اس کے لئے ایک واضح اصول معاذ بن جبل نے وضع فرما دیا کہ ہمیں قرآن وسنت میں بظاہر نظر نہیں آتا۔ تفقہ فی الدین رکھنے والوں کے لیے قرآن وسنت کا مسائل میں منشا معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں۔ قرآن نے انسانیت کے جملہ مسائل کو دو بنیادی تصورات میں حل کردیا ہے۔ ایک تو اصول توحید ہے اور دوسرا توحید انسانیت ہے۔ یعنی خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس اصول نے تمام ادیان اور تمام نظریات کو متشخص کردیا ہے اور یہ بات واضح کردی ہے کہ خدا کے نزدیک دین صرف اسلام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی دین ہے۔ یہ تمام حضرات خدا کے پیغمبر اور رسول تھے اور ان پر خدا کی طرف سے ہی الہامی کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور یہی دین اسلام حضرت محمد ﷺ پر آکر مکمل ہوا۔ یہ پرانی الہامی کتب حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے۔ خدا نے ایک ہی آدم تخلیق کیا اور اس کو ایک ہی دین دے کر بھیجا۔ یہ تمام ادیان خدا کی توحید کی تعلیم دیتے ہیں تاہم علم کی کمی، ذرائع ابلاغ کی عدم دستیابی اور بعد کے تعصبات اور حالات نے اس دین اسلام کو شخصیات سے نسبت دے دی اور توحید میں شرک کی آمیزش کر کے خدا کی ذات کے ساتھ ان پیغمبروں کو بھی شریک کرلیا جس کی تعلیم انہوں نے نہیں دی تھی۔ مغرب کی یہودیت اور عیسائیت کے مذہبی مراکز بھی ایشیا میں واقع ہیں اور ان کا قبلہ اول بھی ایشیا میں واقع ہے ان کی الہامی کتب بھی ایشیا میں ہی نازل ہوئی یعنی مشرق ہی اہل مغرب کا روحانی مرجع ہے لہٰذا ان کے پاس مشرق سے تصادم اور مخاصمت کی کوئی وجہ نہیں بقول ابوریحان البیرونی سقراط اور افلاطون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے۔ سقراط کی توحید پرستی اور اخلاقی کمال سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ جب اہل یہود کا اور عیسائیوں کا خدا

ایک ہے وحی اورالہامی کتب،قبلہ اوریوم آخرت پران کاایمان ہے اوروہ نماز یعنی خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں تواس بات سے ان کے روحانی رشتوں کی توثیق ہوتی ہے۔یہودی توحید پرست ہیں عیسائیوں کا وہ فرقہ جو برناباس انجیل پرایمان رکھتاہے توحید پرست ہے اورتثلیث ماننے والے بھی اصل خدا کوبھی خدا مانتے ہیں تو تینوں اقوام یاتینوں مذاہب میں خدا،وحی،رسولوں،الہامی کتب،یوم آخرت اورجزاوسزااورحیات بعدالموت کے عقائد پراتفاق ہے۔یعنی فروعی اختلافات کے باوجود مشرق اورمغرب میں مذہب کے انفرااسٹکچر پرکوئی بنیادی اختلاف نہیں۔تو مشرق اورمغرب دونوں کو سوچنا چاہیے کہ آخرانہوں نے کس بنیاد پرایک دوسرے کوزیر کرنے کے عذاب میں خودکومبتلا کررکھا ہے۔قرآن اورخودتوریت اورانجیل بھی اولین انسان حضرت آدم کوتسلیم کرتے ہیں اورروئے زمین پر جتنے بھی انسان ہیں وہ حضرت آدم اورحضرت بی بی حوا کی اولادہیں۔یعنی نوع انسانی خواہ وہ سری لنکا میں آباد ہو یا کینیڈا میں،سب اولاد آدم ہے۔نوع انسانی ایک خاندان اورایک کنبہ ہےتو کیوں نہ تمام اولاد آدم ایک خاندان کی طرح اتفاق،محبت اور پیار سے زندگی بسر کرے۔اب جب کہ سائنس نے یہ فاصلے سمیٹ دیئے ہیں،ملنا جلنا آسان ہوگیاہے۔ایک دوسرے سے مکالمہ کرنااوردکھ درد بانٹنا بالکل ہی سہل ہوگیا ہے۔دنیاکے ایک کونے کے آدمی دوسرے کونے کے آدمی سے بات کرسکتاہے اس کودیکھ سکتا ہے اورضرورت پراس کی مدد کوپہنچ سکتاہے۔رنگ ونسل اورزبان کے امتیازات اس کے لئے بے معنی ہیں کہ یہ توموسمی اثرات کانتیجہ ہے،نسل بھی اصل میں آدم کی نسل ہے۔چھوٹی موٹی ذاتیں،گروہ بندیاں محض ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہیں۔آنے والی صدیوں میں جس تیزی سے مختلف قوموں اورنسلوں کااختلاط ہورہاہے یہ امتیازات بھی بے معنی ہوکررہ جائیں گے اورصرف انسان باقی رہ جائے گاجواپنی ایک ہی نسل رکھتاہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے اوربس۔مغرب کے بعض دانشوروں جس میں کومت اورژاں پال سارتر بھی شامل ہے نے کہاتھا کہ فردسماج کادشمن ہے فردسماج کے اصولوں کواپنے لئے زنجیریں تصور کرتاہے اورسماج فردکی آزادی کوکچل دیتاہے اوراس پر پابندیاں عائد کرتاہے۔یہ بھی ایک نکتہ نظرہے جومغربی عمرانیات کے دانشوروں نے ایجادکیااورایک نکتہ نظریہ بھی ہے کہ فردسماج میں آنکھ کھولتاہے سماج فردکی پرورش کرتاہے اس کی ذات کوتشخص عطا کرتاہے اوراس کی صلاحیتوں کی پرورش اورپرداخت کے مواقع فراہم کرتاہے۔اسی طرح فرداپنی بہترین صلاحیتوں کوبروئے کارلاکرسماج کوترقی،تعمیراورفلاح کی منزل عطاکرتاہے فردکے بغیرسماج کا

کوئی تصور نہیں اس لئے کہ فرد اس کی بنیادی اکائی ہے اور سماج فرد کے لئے رحمت ہے کہ وہ اس کی زندگی کی ضمانت اور اس کی صلاحیتوں کے لئے جولان گاہ ہے فرد اور سماج دونوں ایک دوسرے کے دوست اور ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ آج کی بے پناہ سائنسی ترقی سے مشرق اور مغرب میں ویسے بھی فاصلے ختم ہوگئے ہیں۔ حد بندیاں ٹوٹ گئی ہیں یا ٹوٹ جائیں گی ایسے میں ایک کرہ ارض ایک گھر ہوگا اور اس کا باسی انسان۔ آہستہ آہستہ پرانے یہ تمام تصورات دم توڑ دیں گے جو ایک ہلاکت خیز تعصب نے مشرق مشرق اور مغرب مغرب ہے کہ نام پر پال رکھے ہیں اور بے مقصد محض جہالت کی بنیاد پر مذاہب، تہذیبوں اور اقوام کا تصادم بنا رکھا ہے۔ آج سب سے اہم انسان ہے کرہ ارض کا انسان، خدا کا نائب، خدا کا خلیفہ، اس زمین کا باسی انسان، بے پناہ مسائل اور مصائب میں گھرا ہوا انسان، بے پناہ وسائل پر حاوی ہونے کے باوجود بھوک جہالت، تعصبات، بیماریوں اور آفات زمین اور ستاروں میں گرفتار انسان، ستاروں کی گزرگاہوں کی تلاش میں کامیابی کے باوجود اپنے افکار کی دنیا میں قدم دھرنے سے خوف زدہ ہے جو ابھی تک زندگی کی شب تاریک کو سحر نہیں کر سکا۔ جب انسان ایک ہے تو اس کی تہذیب بھی ایک ہے اور اس کی ثقافت بھی ایک ہے اور اس کا خدا اور دین بھی ایک ہے۔ لہٰذا آج کا سب سے بڑا مکالمہ خود انسان ہے سب سے بڑا موضوع یہی ہے۔ مغرب کے نئے دانشوروں کو اکیسویں صدی میں مشرق اور مغرب کے مفروضہ مصنوعی اور خود ساختہ تصادمات کی ڈفلی بجانے کی بجائے آج کے انسان کے تحفظ کی بات کرنی چاہیے۔ اس کے لئے خوراک، لباس، رہائش اور تعلیم کا بندوبست کرنا چاہیے اسے عدل، انصاف اور امن کی فضا مہیا کرنی چاہیے یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ وہ اس ہولناک ایٹمی اسلحہ کے ڈھیر پر بیٹھا تھر تھر کانپ رہا ہے جو خود اس نے بنا رکھا ہے یا بنا رہا ہے۔ قوموں اور تہذیبوں کے حصار توڑ کر سب کو خدا کی بادشاہتوں میں داخل ہونا چاہیے جہاں امن اور سلامتی ہے۔ جہاں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی ڈر بلکہ سب کے لئے امان ہی امان ہے۔ تصادم میں ہلاکت ہے اور باہم مل بیٹھنے میں زندگی ہے۔ آج کے انسانوں کے درمیان یہی مکالمہ ہونا چاہیے کہ وہ کس طرح دنیا میں ایک مبنی بر انصاف، معاشی استحصال سے پاک اور اصول عدل اور مساوات پر ایک عالمی سماج تخلیق کر سکتے ہیں جہاں ایک دوسرے کے وسائل لوٹنے کی بجائے خدا کے دیئے ہوئے رزق کو سب انسانوں میں تقسیم کرنے کا نظام وضع کیا جا سکے۔ ایٹم اور ٹیکنالوجی کو انسانیت کا آلہ قتل کی بجائے خادم بنا دیا جائے۔ جو زمین کے خزانے نکالنے میں معاون ہو جس سے اناج پیدا ہو، بھوک مٹ

سکے اور تمام انسانوں کو تن ڈھانپنے کو کپڑا اور رہنے کو گھر مل سکے اور ہر شخص کو کتاب مل سکے۔ خدا نے انسان پر رزق کے دروازے بند نہیں کئے کیونکہ وہ لاکھوں بچوں کو اس لئے پیدا کر رہا ہے کہ ابھی اس کے پاس کھلانے کو سب کچھ موجود ہے۔ دنیا بھر کے مدبروں اور دانشوروں کو اپنی سوچ کے زاویے اب یوں ترتیب دینے چاہیں کہ وہ انسانوں کے لئے رزق، کپڑا، مکان، عدل، انصاف اور علاج، تعلیم کے وسائل فراہم کرنے کی تدابیر پیش کریں اور اس کے لئے انسان ہونا ہی کافی ہو، کالا، گورا، ایشیائی، افریقی، یورپی، امریکی، مسلم، عیسائی ہندو یا یہودی کا امتیاز نہ ہو۔ ہم انسانوں میں اختلاف رائے سننے، اسے برداشت کرنے اور اپنے اصولوں پر خود عمل کرنے اور دوسروں پر تھوپنے سے باز رہنے کا سلیقہ سکھیں۔ نوع انسانی کے گلدستے میں یہ رنگ ونسل، عقیدہ و زبان، لباس اور نشت و برخاست کا رنگا رنگ تنوع اسی طرح دل فریب ہے جس طرح گل دان میں مختلف رنگوں کے پھول بہار دیتے ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر خوبصورت لگتے ہیں لوگوں میں جب سچائی کو سننے اور اختلاف کو قبول کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا تو وہ خود ایک ایسی سچائی کو قبول کرلیں گے جو آدم سے لے کر آج تک ایک ہی ہے اور وہ توحید خدا اور توحید نسل انسانی ہے۔ ممکن ہے یہ میری ان معروضات کو اہل مغرب قبول کرنے میں ذرا سا ہچکچائیں کیونکہ انہیں اس وقت سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدمستی میں میری آواز ایک ترقی پذیر ملک کے ایک فرد کی آواز محسوس ہوگی جو انہیں امن وسلامتی کے نام پر مسلمانوں کے لئے کسی رعایتی رویے کے لئے پکار رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات خود مغرب کے بھی مفاد میں ہے کہ وہ تصادم کو کچلنے کی اور دوسروں پر برتری اور تسلط کی راہ چھوڑ کر انسان کی فکر کریں۔ میری درخواست کا اصل ہدف خود مسلمان ہیں کہ وہ میری معروضات پر غور کریں اور اس کے لئے اپنا لائحہ عمل مرتب کریں جس کے تحت اولین سطح پر مندرجہ ذیل اقدامات کریں۔ ا۔ سب سے پہلے وہ قرآنو سنت سے رجوع کریں اور ایسے اقدامات کریں کہ ان کے ہاں قانون اور آئین کا بنیادی منبع قرآن وسنت ہو۔ ان کے ہاں سیاسی، معاشی، عدالتی اور سماجی نظام قرآن وسنت کی روشنی میں تشکیل پائیں۔ اس وقت پاکستان، افغانستان، ایران، ترکی، الجزائر اور سوڈان وسط ایشیا ئیم مسلم ریاستوں میں جو اسلامی تحریکات چل رہی ہیں انہیں مستحکم کریں اور ان کا دائرہ دوسری مسلمان ریاستوں پر بھی پھیلا کر پوری مسلم دنیا کو قرآن وسنت کی حکمرانی کا گہوارہ بنا دیا جائے تا کہ اسلام کا نفوذ ہو۔ اور اسلام کا نفاذ عمل میں آسکے۔ مسلمان خود بھی اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق ڈھالیں کیونکہ محض ریاست میں اسلام کے نفاذ سے اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں دیا جاسکتا۔

☆ یکرہ الایثار بالقرب ☆ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆

۲۔مسلم ممالک پہلی سطح پر اپنی اپنی شناخت رکھتے ہوئے اپنے ہاں جمہوری خلافتیں قائم کریں اور یہ خلافتیں آپس میں ربط کے راستے تلاش کریں۔ یہ جمہوری خلافتیں اپنے اپنے خطوں میں خودمختار ہوں تاہم یہ آپس میں دفاعی معاہدات کرسکتی ہیں۔تجارت میں پہلی ترجیح ایک دوسرے کو دیں، تعلیمی وظائف دیں اور آپس میں آمدورفت کی پابندیاں ختم نہیں تو نرم ضرور کردیں تاکہ مسلم عوام کا آپس میں میل جول بڑھے، تجارت کے ساتھ ساتھ مشترکہ صنعت کاری، سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ میں تعاون کرسکتی ہیں، یہ تمام ممالک اپنے اثاثے اور سرمائے کو اسلامی بینک میں رکھیں اور امریکہ اور یورپ کے بنکوں سے اپنے اثاثے اور سرمائے کو یہاں منتقل کریں تاکہ ان کا سرمایہ ترقی اور صنعت کاری میں ان کے کام آئے۔۳۔تمام مسلم ممالک میں عربی لازمی قرار دے دی جائے۔یورپی زبانوں کو اختیاری قرار دیا جائے تمام اسلامی ممالک میں نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کا ایک ہی انفرااسٹرکچر ہو صرف مقامی ضروریات کے تحت اس میں حشو وزائد ہو عالم اسلام میں ایک بڑا علمی ادارہ ہو جس کی ہر اسلامی ملک میں شاخ ہو یہ ادارہ ہر کتاب کو خواہ وہ سائنسی علوم کی ہو یا عمرانی یا ادبی اس کو غیر مسلم ایشیائی اور یورپی زبان سے اسلامی ممالک کی زبانوں میں منتقل کرے جن میں عربی، فارسی اردو، ترکی، بنگلہ دیشی اور انڈونیشی زبانوں کے علاوہ علاقائی زبانیں بھی شامل ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو غیرملکی زبانوں کی محتاجی سے نجات مل سکے۔۴۔عالم اسلام کو ذرائع ابلاغ، ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات، رسائل اور خبررساں ایجنسیوں کا ایک اپنا میڈیا یا سسٹم تشکیل دینا چاہیے تاکہ وہ خبروں اور اطلاعات پر اپنا کنٹرول قائم کرسکیں اور ان کا دوسروں پر انحصار ختم ہو۔اس مسئلے میں انہیں اپنی پالیسیاں خود وضع کرنی چاہئیں اس طرح مواصلات کا اور رسل ورسائل کا ان کا اپنا نظام ہو تمام ممالک سڑکوں یعنی موٹروے طرز کی شاہراہوں کے ذریعے آپس میں ملے ہوں تاکہ تجارت اور آمدورفت میں اور دفاع کی صورت میں نقل وحمل میں انہیں وقت نہ ہو اور وہ کسی بھی مسلمان ملک کی مدد کو پہنچ سکیں۔۵۔مسلم ممالک کو اسلام کی تبلیغ کا اپنا ایک نظام وضع کرنا چاہیے اس کے لیے ایسا ادب تیار ہو جس میں اسلام کی دعوت مثبت انداز میں دی جائے اور دوسروں پر تنقید کرنے کی بجائے اسلام کے نوع انسانی کے لئے اقدامات اجاگر کئے جائیں کہ اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ایک ہی دین ہے جو رنگ ونسل اور علاقوں اور زماں ومکاں کی تحدیدات سے بالا مساوات انسانی کا پرچار کرے اور جس کو اپنانے سے تمام انسان آپس میں بھائی بھائی بن کر ایک عالمگیر معاشرے میں شامل ہونے سے

انسانیت کو امن اور خوشحالی سے شادکام کر سکتے ہیں۔اسلام ہر ظلم کے خلاف عدل وانصاف اور برابری کی تعلیم دیتا ہے۔اور اسلام آخرت کی زندگی کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں بھی انسان کی عزت نفس، اس کے لئے رزق اور دوسری ضروریات زندگی، مساوات، عدل وانصاف اور خوشحالی کا ضامن ہے۔

۶۔عالم اسلام اپنا ایک دفاعی حصار قائم کرے اور عالم اسلام کے کسی بھی رکن پر حملہ عالم اسلام پر حملہ تصور کیا جائے اور حملہ آور سے جس بھی طرح ممکن ہونمٹا جائے۔اس کے لئے دفاعی اسلحہ، ایٹمی قوت اور روایتی اسلحہ تیار کیا جائے۔اس لئے کہ اپنے گھوڑے (دفاعی ساز وسامان) تیار رکھنے کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ ایک طاقت وار عالم اسلام ہی دنیا میں امن کا ضامن بن سکتا ہے۔دنیا بھر میں مسلمان اقلیتوں کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے جائیں۔قبرص، کشمیر، فلسطین، بوسنیا، کسووو، مورو اور سنکیانگ اور بھارت کے مسلمان کے تحفظ اور آزادی کے لئے اقدامات کئے جائیں۔تمام دنیا میں مسلمانوں کی رجسٹریشن ہو اور ان کے حالات وکوائف ایک مرکزی کمپیوٹر میں فیڈ کئے جائیں اور پھر ان کی روشنی میں اقدامات کئے جائیں۔ ۷۔یورپی، امریکی اور ایشیائی ممالک کی عیسائی، ہندو اور یہودی مملکتوں سے انصاف کے معروف اصولوں پر تعلقات معمول پر لائے جائیں اور انہیں یہ باور کرایا جائے کہ مسلمانوں کے ان کے خلاف کسی قسم کے جارحانہ عزائم نہیں۔ ہر مذہب کو اور اس کے ماننے والوں کو عبادات کی آزادی ہے۔سب کو مل کر دنیا سے بھوک، غربت وافلاس ختم کرنی چاہیے ہر انسان کے لئے رزق اور زندگی کے وسائل عام کرنے چاہیں روٹی کپڑا، مکان اور تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔امن ہر انسان اور ہر خطے کی ضرورت ہے۔ہمیں آپس میں ٹکرا کر اور تصادم میں الجھ کر کچھ نہیں ملے گا۔ ہر انسان کو بلاتمیز مذہب وملت زندہ رہنے اور زندگی کرنے کا حق ہے۔مشرق ومغرب میں تصادم اور لڑائی جھگڑے کی پرانی جہالت پر مبنی سوچ کو ترک کرنے میں ہی انسان کا بھلا ہے۔سب تہذیبوں کو عدل وانصاف اور ایک دوسرے کے تعاون سے افزائش اور تعمیر وترقی کا برابر کا حق ہے۔نوع انسانی کے گلدستے میں ہر تہذیب وثقافت کے پھولوں کی مہک اور سجاوٹ سے ہی رونق ہے۔تمام انسانوں کو ان ہاتھوں کو مل کر روکنا ہے جو سیاست، معاش، تجارت، ثقافت اور مذہب کے نام پر دہشت پھیلاتے ہیں اور دوسروں کا استحصال کرتے اور غلام بنا کر اپنی بیمار نفسیات پر فتح پانے، بھوک، غربت، جہالت، بیماریوں، آلودگی پر فتح پانے کی دنیا بھر کے دانشوروں کو تدبیر کرنی چاہیے۔مشرق میں رہنے سے کسی کو سرخاب کے پر نہیں لگ جاتے اور نہ مغرب میں رہنے سے کوئی تفاخر پیدا ہوتا ہے نہ جنوب نہ شمال۔یہ سب اللہ کی زمین

ہے اور تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ زمین کو امن کا گھوارہ بنانا اور انسانوں کو رزق فراہم کرنا امن وامان دینا اور سب کے لئے زندگی کے وسائل فراہم کرنا ہی انسانیت کے لئے فخر وانبساط کی بات ہے۔ قوموں نسلوں، ذاتوں، برادریوں، تہذیبوں، تمدنوں اور ثقافتوں کی بوقلمونی سے کائنات کو مہکائے رکھنے میں ہی انسان کی عظمت ہے لہذا پرانی تنگ نائیوں سے نکل کر انسان کی بات کی جائے۔ انسان کی عظمت کی بات کی جائے اور خدا کی محبوب ترین مخلوق انسان کو صحیح معنوں میں خدا کا نائب اور شہکار بنانے کی بات کی جائے تاکہ پوری کائنات خدا کے نور سے روشن ہو۔ اب تہذیبوں کے درمیان انسان کی فلاح کے سوا کوئی مکالمہ نہیں ہونا چاہیے۔

نوٹ: فقہ اسلامی کے سال ۲۰۱۰ اور ۲۰۱۱ کے شمارے جلد نمبر ۱۱۔ اور ۱۲ محدود تعداد میں مجلد دستیاب ہیں۔ صرف مکتبات/ لائبریریز/مدارس اور تعلیمی اداروں کے لئے جاری کئے جاسکتے ہیں۔ قیمت فی جلد صرف پانچ سو روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

﴿برائے رابطہ﴾

حافظ عبدالرحمٰن ثانی خطیب ہاؤس، پی ۹۸ پنجاب ٹاؤن،

ملیر ہالٹ کراچی......فون 0312-2090807

اسکولوں اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات کے لئے!

مختصر نصابِ فقہ سوالاً جواباً

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

☆ الاصل بقاء ما کان علی ما کان ☆ بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ☆